اخبار و افکار

وقائع نگار

۱۹ مئی ۷۲ء: سیمینار هال میں رفقائے اداره کا ایک معمولی اجتماع هوا، رفیق اداره جناب عبد الاول صاحب نے The Concept of Property Ownership in Islam (اسلام میں جائداد پر ملکیت کا تصور) کے عنوان پر اپنا مقاله پڑھا۔ ابتدائی سطور میں مقاله نگار نے ملکیت اور جائداد کی تعریف میں مختلف علماء کے اقوال نقل کیئے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی ان تمام آیتوں کے ترجمے نقل کیئے جن کا کوئی تعلق اس مسئلے کے ساتھ تھا چاهے یه صراحةً هو یا دلالةً و اشارةً۔ حدیث، فقه اور تاریخ کی طرف کم توجه دی گئی تھی - جس کے بغیر اس قسم کے شرعی مسائل اور متعلقه پهلوؤں کی کماحقه وضاحت ممکن نهیں هو سکتی۔ مقاله نگار نے بحث میں زیاده تر قرآن مجید هی کو پیش نظر رکھا تھا۔ یه دیکھ کر جناب ڈائرکٹر نے تجویز کیا که مقالے کا عنوان "قرآن کا تصور ملکیت" هونا چاهئے تھا۔

موضوع کے بهت سے پهلو نظر انداز هو گئے اور بهت سے غیر ضروری اور غیر متعلق مباحث پر وقت صرف کیا گیا۔ مقاله نگار نے یه نهیں بتایا که ملکیت کے ضمن میں انفرادی اور اجتماعی حقوق کی حدود کیا هیں اور جهاں ان دونوں میں تصادم هو وهاں اسلام کا فیصله کیا هوگا، کهاں انفرادی حق کا احترام کیا جائے گا اور کهاں اجتماعی حق کو ترجیح دی جائے گی - دور حاضر میں ایک اقتصادی نظام ایسا بھی هے جو سرے سے انفرادی ملکیت کو جائز هی نهیں سمجھتا۔ مضمون میں اس کا مختصراً جائزه لینا ضروری تھا۔ مقالے میں

انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین، خیرات و زکواۃ کے مصارف، قرض، سود، تجارت، ناپ تول میں کمی، احتکار و ارتکاز، ذخیرہ اندوزی، جوا، لاٹری، اجارہ داری وغیرہ کے متعلق اسلام کے نقطۂ نظر کا ذکر کیا گیا ۔

مقالے کا بڑا حصہ انھی مسائل پر مشتمل تھا ۔ ظاہر ھے ان مباحث کا اصل موضوع سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ۔ لیکن بہر حال یہ مسائل اسلامی اصول معیشت کے بنیادی مسائل کی حیثیت رکھتے ھیں ۔ قرآن مجید کی آیتیں درج کرنے کی بجائے ان کے انگریزی ترجمے پر اکتفا کیا گیا ۔ ان ترجموں کو جگہ جگہ Verses of Quran کہا گیا اور ان کے ساتھ سورتوں کے نام اور آیتوں کے نمبر اس طرح درج کیئے گئے جس طرح قرآن کے الفاظ کے ساتھ کیا جاتا ھے ۔ یہ طریق کار غلط بھی ھے اور ناواقف کے لئے فتنے کا باعث بھی ہو سکتا ھے ۔ اسی لئے متعدد رفقاء نے اس پر اعتراضات کیئے ۔

سوال و جواب اور بحث و تمحیص سے مضمون کے بہت سے چھپے ہوئے گوشے اجاگر ہو کر سامنے آئے ۔

---

۳۰ مئی ۷۲ء: تیونس کے مشہور صحافی علی البویج ادارۂ تحقیقات اسلامی میں تشریف لائے ۔ مسٹر البویج تیونس کے مشہور جریدہ العمل کے چیف ایڈیٹر ھیں ۔ ادارہ کے ڈائرکٹر نے ان سے ادارے کا مفصل تعارف کرایا ۔ اور کام کے مختلف شعبے بھی دکھائے ۔ کتب خانہ دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوئے ۔ اور اس کے بعض نوادر پر غیر معمولی مسرت و استعجاب کا اظہار کیا ۔

---

۳۰ مئی ۷۲ء: مولانا عبد القدوس ہاشمی رکن ادارہ تحقیقات اسلامی نے شام ھمدرد میں ”احترام اکابر“ کے موضوع پر مقالہ پڑھا ۔ اس مجلس کی صدارت کے فرائض ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی نے انجام دیئے ۔

مولانا ہاشمی نے اپنے مقالہ میں کہا کہ جذبۂ احترام اکابر ایک فطری جذبہ ہے جس کی ابتداء ماں کے احترام سے ہوتی ہے اور یہ زندگی کے ساتھ پھیلتا رہتا ہے ، یہاں تک کہ پوری دنیائے انسانیت پر محیط ہو جاتا ہے۔ اگر اسے اعتدال میں رہ کر پھیلنے کا موقع دیا جائے تو یہ جذبہ ایک صالح اور ترقی پذیر معاشرہ تعمیر کرنے میں قوی عامل کا کام کرتا ہے۔ اور اگر اس کو محدود کر کے افراط کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے تو مادر پرستی ، آباء پرستی اور نسل پرستی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مولانا نے تاریخ مذاہب سے اس کی مثالیں پیش کیں اور یہ ثابت کیا کہ تمام جذبات کی طرح اس جذبہ کے لئے بھی اعتدال کا حسین نمونہ صرف انبیاء علیہم السلام کی خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ کی حیات طیبہ ہی میں مل سکتا ہے۔ اگر خود سے معیار قائم کرنے کی کوشش کی یا کسی اور جگہ سے لیا تو محض گمراہی ہوگی۔ اور آخر میں نصیحت کی کہ بڑے لوگ نوجوانوں میں جذبۂ احترام اکابر کو اپنے مشفقانہ برتاؤ سے پیدا کریں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ ہمارے معاشرہ کا تسلسل تاریخی ، منقطع ہو کر شدید انتشار ذہنی کا شکار ہو جائے گا۔

جناب صدر نے فاضل مقالہ نگار کے مقالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسلامی معاشرہ میں شفقت اور احترام کی اہمیت پر روشنی ڈالی ، اور بتایا کہ اسلامی زندگی میں چھوٹے کے ساتھ رحمت و شفقت کے برتاؤ اور بڑوں کے ساتھ احترام کے سلوک کی خاص طور پر تاکید کی گئی ہے۔ اور کہا کہ اکابر میں ہر قسم کے اکابر داخل ہیں۔ عمر میں بڑے ، علم میں بڑے اور زہد و تقویٰ میں بڑے ، یہ سب اکابر میں داخل ہیں۔